ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ڈاکٹر اسحاق وردگ بطور فکاہیہ کالم نگار ایک تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY BY DR. ISHAQ WARDAK AS A HUMOROUS COLUMNIST

ڈاکٹر زینت بی بی
(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور)
ڈاکٹر محمد ناصر آفریدی
(شعبۂ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور)
ڈاکٹر تحسین بی بی
(صدر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف صوابی)

Abstract

In Khyber Pakhtunkhwa, Dr. Ishaq Wardak, an important poet of modern poetry and architect of modern children's literature, holds an important place in the world of literature. If we look at his literary life, it is clear that he has tried his hand at different genres of literature. Poetry, as well as prose literature, has gained prominence in a short period. In this regard, it is very important to mention him as a columnist. He wrote humorous columns for various Urdu newspapers and described social issues in a light-hearted manner without burdening the mind of the reader and received much acclaim. The prose writer has also been awarded various prizes.

ملخص: خیبر پختونخوا میں جدید شاعری کے اہم شاعر اور جدید ادب اطفال کے معمار ڈاکٹر اسحاق وردگ دنیائے ادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کی ادبی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ شاعری کے ساتھ ساتھ نثری ادب میں بھی کم عرصہ میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ اس حوالے سے ان کا بطور کالم نویس تذکرہ نہایت ضروری ہے کہ انہوں نے مختلف اردو اخبارات کے لئے فکاہیہ کالم لکھے اور معاشرتی مسائل کو ہلکے پھلکے انداز میں قاری کے ذہن پر بوجھ ڈالے بغیر بیان کیا اور خوب داد وصول کی۔ ان کو بطور شاعر اور نثر نگار مختلف اعزازات سے بھی نوازا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: فکاہیہ کالم، لفظی ہیر پھیر، خوش طبعی ، شگفتہ مزاجی، شوخی وظرافت، اسلوب، مزاحیہ حربے، طنز و مزاح، ظریفانہ طبیعت۔

فکاہیہ کالم نگاری، کالم کی ایک مشکل قسم ادب و صحافت میں ایک عرصے سے رائج ہے۔ اس کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں اسے مخصوص ادبی اسلوب میں لکھا جاتا ہے۔ اس کے لیے طنز و مزاح کے مختلف حربوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اس میں سنجیدہ کالم کی نسبت اپنے مخصوص تقاضوں کے تحت تحریر کیا جاتا ہے۔ چونکہ حسِ مزاح ایک خداداد صلاحیت ہے۔ اور یہ بہت کم کالم نگاروں یا شخصیات کو ودیعت کی گئی ہوتی ہے۔ اس لیے اردو کالم نگاری میں فکاہیہ کالم نگاری روایت بہت کمزور رہی ہے۔ چند ہی ایسے ایسے فکاہیہ کالم نگار ہیں کہ جنہوں نے طنز و مزاح کے ذریعے سے ادبیت پیدا کی۔ خیبر پختونخوا کی حد تک اگر ہم دیکھیں تو فکاہیہ کالم نگاری کی روایت میں چند ہی نام نمائندہ طور پر سامنے آتے ہیں۔ جن میں سعد اللہ جان، ہمایوں ہما، عزیز احمد چترالی وغیرہ ایسے کالم نگار ہیں کہ جن کو پوری اردو دنیا میں اپنی فکاہیہ کالم نگاری کی وجہ سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ جدید فکاہیہ کالم نگاری میں خیبر پختون خوا کے فکاہیہ کالم نگار اسحاق وردگ کا نام بھی اہم اضافے کے طور پر شامل ہے۔

طنز و مزاح کو اردو ادب میں رائج ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ہاں اس کے ساتھ منصفانہ رویہ نہیں رکھا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے برتنے والوں سے کچھ کوتاہیاں ابتدا میں ہوئیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ طنز و مزاح کے حوالے سے اردو شاعری میں "اودھ پنچ" کا نام خصوصی طور پر لیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس اخبار کی خدمات سے کوئی انکار نہیں۔ مگر بعض اوقات مزاح میں طنز سے زیادہ پھکڑ پن اور تضحیک تک بات پہنچ جاتی۔ طنز و مزاح کو معیاری اس وقت کہا جا سکتا ہے جب ذاتی تنقید اور بغض شامل نہ ہو اور مزاح نگار سے ذاتی نوعیت کی تنقید سے دامن سمیٹتے ہوئے حالات، ماحول، واقعات اور سیاست کو اپنا موضوع بنائے اور ان عناصر کو طنز کا نشانہ بنائے۔ اس طرح کی تنقید سے معاشرے میں سدھار پیدا ہوتا ہے۔ طنز و مزاح کو برتنا پلِ صراط پر گزرنے کے مترادف ہے۔ اس کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے رشید احمد صدیقی کے طنز و مزاح سے متعلق نظریات سے آگاہی از حد ضروری ہے۔ وہ طنز و مزاح کو مہلک ترین اسلحہ جات کے طور پر بتاتے ہیں۔ جس کے استعمال کا منصب ہر ایک کو قطعی طور پر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ سپہ سالار کی اجازت اور رہنمائی کے بعد وہ اس استعمال کا حق دار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے ہاں بھی اس حوالے سے نہایت اہم نکات دیکھنے کو ملتے ہیں:

> "صحیح اور اعلیٰ مزاح کسی شعوری کوشش سے نہیں بلکہ فنکار کے ایک خاص فطری میلان سے پیدا ہوتا ہے ایک اچھے مزاح نگار کو فطرت کی طرف سے نہ صرف ایک بلند و ذوق مزاح ہی ودیعت ہوتا ہے بلکہ ایک ایسی نظر بھی حاصل ہوتی ہے جو زندگی کے موہوم ترین مضحک پہلوؤں تک رسائی پا لیتی ہے۔"(1)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اسحاق وردگ نے ہفت روزہ "افرا تفری" میں باقاعدہ طور پر اپنی کالم نگاری کا آغاز کیا۔ صحافت کی دنیا میں ہفت روزہ "افرا تفری" اس حوالے سے ایک اہم اضافہ ہے کیونکہ یہ خیبر پختونخوا کا واحد مزاحیہ اخبار ہے جو اردو صحافت و ادب کی خدمت میں مصروفِ عمل ہے ۔ اسحاق وردگ کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے اس اخبار نے انہیں باقاعدہ کالم نگاری کی دعوت دی۔ ان کے کالم اس اخبار میں باقاعدگی سے چھپتے رہے ہیں جنہیں قارئین کی خوب پذیرائی حاصل ہے۔ "افرا تفری" میں وہ "کالم آرایاں" اور "کالم قبیلہ" کے عنوان سے کالم نگاری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ روزنامہ "سچ" (پشاور) میں بھی کالم نگاری کرتے رہے ہیں۔ اس اخبار میں ان کے کالم کا عنوان " قصہ خوانی" ہے۔ یہ کالم اپنے منفرد موضوعات اور اسحاق وردگ کی شگفتہ تحریر کی بدولت قارئین میں بے حد مقبول ہے۔

اسحاق وردگ کی تمام تحریروں میں بالعموم اور ان کی فکاہیہ کالم میں بالخصوص ان کا فطری لگاؤ، مزاح کی شگفتگی جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ نمایاں خصوصیات کی بدولت قارئین میں ان کی پسندیدگی کافی زیادہ ہے۔

اشعار کا برمحل استعمال اسحاق وردگ کے کالموں میں جابجا نظر آتا ہے۔ قارئین ان کے کالم پڑھتے ہوئے اندازہ لگانے سے قاصر ہیں کہ ان اشعار کے لیے کالم لکھا گیا ہے یا ان اشعار کو پڑھنے کے بعد ان کے ذہن میں کالم کا موضوع آیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کا ادبی ذوق بحیثیت شاعر تولاجواب ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ دیگر شعرا کا بھی گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ اکثر ان کے ہاں اشعار کا استعمال اس انداز میں کیا جاتا ہے کہ وہ اشعار جو ضرب المثل بن جاتے ہیں۔

ے مجھے بچوں سے خوف آنے لگا ہے
وہ بچپن ہی میں بوڑھے ہوگئے ہیں

ے مجھے محفوظ کرلے اے زمانے
میں نے ایک کتبہ ہوں مٹا جارہا ہوں

ے نیرنگئ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

ے زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں (2)

اگرچہ صحافتی کالم میں چاہے وہ سنجیدہ کالم ہو یا فکاہیہ کالم ان کا مواد ہنگامی موضوعات سے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ یہ موضوعات وقتی دلچسپی کی نوعیت رکھتے ہیں۔ مگر ان کے برتنے کا انداز انہیں ہنگامی کی بجائے دوامی درجے کی طرف لے آتا ہے۔ ایسا ہی طرز تحریر ہمیں اسحاق وردگ کے ہاں بھی ملتا ہے۔ ان کا اندازِ تحریر رعام یا وقتی موضوع کو دوامی میں کے سفینے پار لگا دیتا ہے۔ وہ لفظوں کو اپنے کالموں میں میں ایسے استعمال میں لاتے ہیں کہ جیسے شطرنج کا ماہر اپنے پتے مہارت سے کھیل رہا ہو۔ اکثر لفظی بازیگری اور ہیر پھیر سے قارئین کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں۔ اور کالم کو پورا پڑھے بغیر رہا نہیں جاتا۔

انہوں نے ان کالموں میں مختلف قلمی ناموں کے تحت لکھا ہے۔ یہ ایک طرح سے اردو ادب میں رائج تھا کہ اکثر فکاہیہ یا طنز و مزاح سے بھرپور تحریروں میں لکھنے والے اپنے نام کی بجائے قلمی نام اختیار کرتے ہیں ۔ صحافت میں اس سے متعلق جاندار مثالیں موجود ہیں۔ ان لکھنے والوں میں اسحاق وردگ کا نام بھی شامل ہیں۔ اسحاق وردگ نے اپنے نام کے ساتھ ساتھ مختلف قلمی ناموں کے تحت اخبارات میں کالم نویسی کی۔ ان کے قلمی ناموں میں "رومان وردگ"، "اسحاق عزم" اور "ابو الکالم" شامل ہے۔

"خبر گرم ہے کہ باہر سے جھوٹ پکڑنے والی مشین آرہی ہیں پتہ نہیں اس خبر میں گرمی پیدا کرنے والی شے کیا ہے کہ یار لوگ تالیاں بجا رہے ہیں ۔ پھل جھڑیاں چھوڑ رہے ہیں کہ جھوٹ پکڑنے والی مشین آرہی ہے۔ اس جنجال پورے میں ادنیٰ سے اعلیٰ اور نادر سے نایاب جھوٹ بولنے والے باآسانی دستیاب ہیں۔ یہاں تو ہر تین سال بعد جھوٹ بولنے اور جھوٹے وعدے کرنے کے خاص دن تہوار کے طور پر منائے جاتے ہیں جس سے الیکشن کے دن اور الیکشن کی راتیں کہتے ہیں۔ اللہ کرے کے اس مشین کا استعمال الیکشن کے دنوں میں ہو تاکہ وہ بھی یہ چیخ کر کہہ اٹھے کہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا" (3)

"تحریف نگاری" سے مراد الفاظ کے الٹ پھیر سے نئی معنی یا مطلب پیدا کرنا یا کسی بات کو اس کے موضوع کے خلاف بتانا یا مصدقہ طرز فکر کو مذاق کا ہدف بنانا۔ اردو کے مزاحیہ ادب میں تحریف یا پیروڈی کی مثالیں بھری پڑی ہیں۔ قدیم اور جدید دونوں قسم کے ادب میں یہ حربہ استعمال میں لایا گیا ہے۔ ہمارے موجودہ دور میں بھی کئی ایک ادیبوں نے اسے بطور آلہ استعمال کیا۔ اسحاق وردگ کے کالموں میں ہمیں جگہ جگہ اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ انہوں نے جملوں یا مصروں کی صورت میں اِسے برتا ہے تاکہ ہنسی کو تحریک ملے۔ اس کی عمدہ مثال ہے "علم بڑی دولت ہے" کی تحریف کی "علم میں بڑی دولت ہے" ہے۔

"علم بڑی دولت ہے۔ بڑی دولت تو دور کی بات ہے ۔ بے روزگار پارٹی کے لیے تو یہ تھوڑی سی دولت بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہم جیسے تو دل کے زخموں کے لئے اس شعر سے ٹکور کا کام لیتے ہیں۔

وہ تیرے نصیب کی بارشیں کسی اور چھت پہ برس گئیں
دل بے خبر میری بات سن اسے بھول جا اسے بھول جا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

لیکن یہ دل بھی آخر غریب کا دل ہے۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ یاد رکھتا ہے۔ یہ حکومت کا دل تھوڑا ہی ہے جو قرض لے کر بھول جاتا ہے۔ عوام سے کیے گئے وعدے بھول جاتا ہے۔ البتہ ایک اور بات ہم جانتے ہیں کہ "علم میں بڑی دولت ہے" کاش ہمیں اس عظیم فارمولے کا بروقت پتا لگ جاتا تو آج ہمارے بھی دو تین سکول 5، 4 کالج چل رہے ہوتے۔ بلکہ اچھے خاصے دوڑ رہے ہوتے جہاں قوم کے بچوں پر مناسب داموں تعلیم فروخت ہوتی اور ہر سال لکھے پڑھے جاہلوں کی اچھی خاصی سٹاک تیار ہو کر آگے سپلائی ہوتی" (4)

"شگفتہ طنز" میں ایک متعین دائرے میں کمزوریوں کو شائستہ انداز میں بیان کیا جاتا ہے یہ ایک طرح کا چھپا ہوا طنز ہوتا ہے جس سے انتہائی خوش اسلوبی سے ادا کیا جاتا ہے۔ یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے کے مصداق اس میں بہر حال شگفتگی پائی جاتی ہے۔ ویسے تو اسحاق وردگ کے تقریبا تمام کالموں میں شگفتہ طنز پایا جاتا ہے۔ وہ معاشرے کے منفی رویوں کو جب بیان میں لاتے ہیں تو تہذیب اور شائستگی کا دامن نہیں چھوڑتے۔ جب کبھی معاملات بہت گھمبیر ہوں تو ان کا یہ فنی جوہر کھل کر سامنے آتا ہے۔ پٹرول مہنگا ہوا تو اسحاق وردگ نے اس صورت حال کو کچھ یوں زیر بحث لایا کہ ان کی تحریر "شگفتہ طنز" کی واضح مثال بن گیا:

"ڈاکٹروں نے بھی یہ خوش خبری سنائی ہے کہ پیدل ٹرانسپورٹ کے ثمرات اب سامنے آرہے ہیں اور موٹاپے پر بڑی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ انہوں نے حکومت سے یہ سفارش بھی کی ہے کہ ڈیزل اور پیٹرول کے نرخ پہلے آسمان سے ساتویں آسمان پر پہنچائیں اور سی این جی اسٹیشنز مزید دو دن بند رکھے جائیں تا کہ ذرا وی آئی پی درجے کی موٹی سوسائٹی بھی اس قابل ہو جائیں کہ اپنی گاڑیاں بیچ کر اسی سہولت سے فائدہ اٹھا سکے۔ ادھر چارپائیوں پر پڑے لاعلاج "موٹے" حکومت سے سخت ناراض ہیں کہ انہوں نے پہلے یہ سروس شروع نہیں کی تا کہ وہ بھی صبح و شام پیدل سروس کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے اور آج یوں چارپائی پر ماؤنٹ ایورسٹ بنے نا پڑے رہتے۔" (5)

لطیفہ کوئی روایت یا حکایت ہوتی ہے اس میں کچھ ایسی تعجب انگیز باتیں ہوتی ہیں اور گدگداہٹ بھی۔ اس کے لیے اختصار ضروری ہوتا ہے لیکن اس میں اتنا دم ہونا چاہیے جو پڑھنے اور سننے والے کو مسکراتا کھلکھلاتا چھوڑ دے۔ اسحاق وردگ نے اپنے کالموں میں جگہ جگہ لطائف کا بیان بڑی چابک دستی سے کیا ہے۔

اسحاق وردگ نے کالم نگاری میں مزاح کے مختلف حربے استعمال کیے ہیں۔ ان حربوں میں ایک "چٹکلہ" بھی ہے۔ اکثر اوقات اس سے کام لیتے نظر آتے ہیں۔ "چٹکلہ" ہمیں کسی واقعہ یا حکایت کے ختم ہو جانے پر ایسی بات کہنا جس سے جداگانہ مفہوم پیدا ہو اور بات سے بات کچھ ہو جائے۔ ان کے فکاہیہ کالموں میں اکثر یہ تکنیک بڑی مہارت سے استعمال کی گئی۔ مثال ملاحظہ کیجیے:

"یہاں ہم پارٹی کے "بڑوں" کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہر وقت اپنے چھوٹوں کی دہائی پر کان نہ دھریں ورنہ یہ دھائی پھر دہائی کی خواہش میں بدل سکتی ہے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کارکن پیپلز پارٹی سے اتنے دل برداشتہ ہو جائیں پھر "پیپلز پارٹی بچاؤ تحریک" کی بجائے "پیپلز پارٹی سے بچاؤ تحریک" شروع کر دی جی ہاں عوام کو "پیپلز پارٹی سے بچاؤ تحریک" ہیں جی۔" (6)

"شوخی و ظرافت" کو بھی ان کی تحریروں کا اہم عنصر کہا جا سکتا ہے۔ ان کی ظریفانہ طبیعت ان کے کالموں سے نمایاں ہے:

ہم نے فرمایا "ابے مرزا کے بچے! تمہارا پیر کتنا ہی پہنچا ہوا کیوں نہ ہو۔۔۔۔ "چینی" تک پہنچنا ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے بس کا کام نہیں ۔۔۔۔۔ اور ہاں مرزا! بلی تو تھیلے سے نکل کر باہر آسکتی ہے لیکن چینی نہیں اور یہ کافر صرف اس تعویذ سے مل سکتی ہے۔ جس پر قائداعظم کی تصویر لگی ہو۔۔۔"

مرزا نے خبر سناتے ہوئے کہا! اجی آپ کے جنرل نالج پر فالج کا حملہ ہو گیا ہے۔ یہ کوئی ایسے ویسے پیر نہیں ان کا تو نام ہی چینی والی سرکار ہے اور وہ تبرک کے طور پر پانچ دس دانے چینی بھی عطا کرتے ہیں اور ان کے دربار کے آگے اتنی لمبی لائن لگی ہیں کہ کسی یوٹیلی سٹور کے آگے بھی نہ ہوں۔۔۔ "ہائے میرے بھولے مرزا چینی والی سرکار تو وہ ہے جس کے پاس سرکار والی چینی ہو" ہم نے کہا اور مرزا کو ان کے حال میں مست اور پست چھوڑ کر آگے بڑھے۔" (7)

سیاست کا موضوع ہمیشہ سے مزاحیہ لکھنے والوں کے لیے اہم رہا ہے۔ بلکہ ان کے زیادہ تر طنز و مزاح کا دارومدار ہی سیاست اور سیاستدانوں کی کارفرمائیوں پر ہوتا ہے۔ اسحاق وردگ نے بھی سیاست اور سیاستدانوں کو مزاحیہ پیرائے میں ان کالموں کا حصہ بنایا ہے۔ جس میں وہ اُس حکومتی فیصلے یا اقدام کو تنقید کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں جو عوام کی خیر یا بھلائی کے خلاف ہو۔ اس حوالے سے ان کے اہم کالموں میں "بجٹ ڈش پک کر رہی ہے"، "بجٹ یار تنگ نہ کر" اور "چشم بد دور۔۔۔۔۔۔ ایک عظیم عوامی کارنامہ"۔ "تانگہ پارٹیاں اور "ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ" وغیرہ ایسے ہی بالواسطہ اور بلاواسطہ موضوعات ہیں۔ ان کالموں میں مزاحیہ لہجوں میں سنجیدہ موضوعات کو برتتے ہیں۔

ان کا قلم اپنے عوام کے حقوق کے لیے چابک دستی سے رواں دواں ہوتا ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں بڑی نفاست سے حکومت کے ان اقدامات کا پوسٹ مارٹم کرتے ہیں جو عوام کے حق میں نہ ہو۔

"ذو معنویت" ان کالموں کا خاصہ ہے۔ یہ کسی حد تک وقت کی بڑی ضرورت بھی ہے۔ موجودہ دور میں ہر فرد افسردگی، بے چینی، وقت کی کمی اور پریشانی میں مبتلا ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہو جاتا ہے کہ لوگوں کو بغیر ذہنی اذیت کے اپنے مسائل سے آگاہی دلائی جائے۔

"مزاحیہ کردار" بھی ایک اہم حربے کے طور پر طنز و مزاح پر مبنی تخلیقات کا حصہ رہے ہیں۔ اکثر فنکار یا ادیب مزاحیہ کردار کے ذریعے خوش گوار ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ مزاحیہ کردار بظاہر نارمل ہوتا ہے اس میں مسخرہ پن بجائے ایک حد تک سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ یہ سنجیدہ ماحول میں رہتے ہوئے تفریحی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اردو ادب میں ایسے کئی مزاحیہ کردار منفرد حیثیت

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

رکھتے ہیں۔اسحاق وردگ نے اپنے کالموں میں مزاحیہ کرداروں کے ذریعے مزاح پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ان کا ایک کردار "مرزا" ہے انہوں نے خوش اسلوبی سے اس کردار کے ذریعے مزاح تخلیق کیا ہے۔ان کے "مزاحیہ کردار" کی ایک جھلک ذیل کے اقتباس سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

"اپنی دنیا میں مست اور پست رہنے والے تانگہ پارٹیوں کے ممتاز رہنماؤں کے لئے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل لفظ انٹرنیشنل مرعوبیت کا باعث بنا ہے۔کسی زمانے میں ہمارے "مرزالال بیگ "کا شمار بھی اعلیٰ درجے کے "کمپلیکسئے" میں ہوتا تھا مرزا پکوڑے بھی اس چابڑی والے سے لیتے تھے جہاں لکھا ہوتا "پکوڑوں کی انٹرنیشنل دکان"۔ہم نے تو یہاں نسوار کی وہ دکان بھی دیکھی ہے جس پر لکھا ہے "انٹرنیشنل نسوار کا واحد مرکز"ہمارے مقامی نسواری حضرات صرف اس خوشی میں انٹرنیشنل نسوار یوز کرتے ہیں کہ نسوار کا ایک کیپسول لینے کے بعد وہ "آٹومیٹکلی"خود کو"انٹرنیشنل نسواری " سمجھ بیٹھتے ہیں چاہے انہیں نسوار کا نشہ لگے یا نہ لگے "انٹرنیشنل کا خمار "اپنی جگہ کام کر رہا ہوتا ہے۔ہماری تانگہ پارٹی ابھی اسی انٹرنیشنل کے خمار میں ڈوبی ہوئی سیاست کے شارٹ کٹ راستے پر ٹک ٹک ٹک جارہی ہیں۔" (8)

جہاں ان کے کالموں کا انداز بیاں اور اظہار اپنی مثال آپ ہے،وہاں ان کے موضوعات بھی اہم ہیں۔ان اہم موضوعات میں ان کا ایک کالم "پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی بھی بن سکتی تھی" ہے۔یہ اپنے موضوع اور اسلوب کی بدولت نہایت اہم ہے۔ایک اہم المیہ کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے۔کالم کی ابتدا انہوں نے رمز و کنایہ کے پیرائے میں قابل توجہ بحث سے کی ہے۔جہاں افسوس اور ندامت کے آنسو لیے ہم قہقہہ لگانے پر آمادہ ہیں۔مثال ملاحظہ کیجیے:

"ان دنوں ہمیں یہی غم کھائے جارہا ہے کہ پشتو اکیڈمی کی وفات حسرت آیات کے بعد اس بلڈنگ کا کیا کیا جائے گا جہاں پر کیڈمی سانس لی تھی (خدانخواستہ ہمارا تعلق کسی گروپ سے نہیں ہے)۔خدشہ ہے اب شام کے بعد وہاں پر تو اکیڈمی کی روح بھٹکتی پھرتی ہے اور اسے کسی پل قرار نہیں آتا۔یہ بلڈنگ ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم مزے سے وہاں پر اکیڈمی کا مزار بنالیتے اور خود گدی نشین کے عہدے پر فائز ہوجاتے۔دال روٹی کے چکر سے بھی آزاد ہوجاتے اور ہمارا شمار بھی پشتو کے عظیم محسن کے طور پر کیا جاتا۔" (9)

بحیثیت مجموعی یہ کہا جاسکتا ہے کہ خوش طبعی اور شگفتہ مزاجی کے ساتھ ساتھ انداز بیاں بھی شستہ اور شیریں ہو تو اعلیٰ درجے کا مزاح تخلیق ہوتا ہے۔یہی کمال فن ہمیں اسحاق وردگ کی کالم نگاری میں عروج پر نظر آتا ہے۔جب ہم ان کی کالم نگاری پر نظر دوڑائیں تو ان کا اسلوب اور لہجہ بولتا نظر آتا ہے۔اگرچہ ان کی کالم نگاری کا ادبی سفر ابتدائی مراحل میں ہے لیکن اس کم عرصے میں ان کے ہاں موضوعات کا تنوع،اعلیٰ ترین مزاح اور خیال کی ندرت نے انہیں اس میدان کے نامور کھلاڑیوں میں شامل کیا ہے۔

حوالہ جات

1۔ڈاکٹر وزیر آغا ،"اردو ادب میں طنز و مزاح"یونائیٹڈ پبلشر چوک انار کلی لاہور،1958ء،ص329
2۔ڈاکٹر اسحاق وردگ "کالم آرائیاں" ہفت روزہ "افرا تفری"28مئی2010
3۔ ایضاً کالم بعنوان "آہ جھوٹ پکڑنے والی مشین" روزنامہ "سچ"3جولائی2010
4۔ ایضاً کالم بعنوان "علم میں بڑی دولت ہے"روزنامہ "سچ" یکم جولائی2010
5۔ایضاً کالم بعنوان "قصہ خوانی"روزنامہ "سچ" 20 جون2010
6۔ایضاًکالم بعنوان "پیپلز پارٹی سے بچاؤ تحریک"روزنامہ "سچ"24جولائی2010
7۔ایضاً کالم بعنوان "آہ چینی مرحومہ "روزنامہ "افرا تفری"19 فروری2010
8۔ایضاً "تانگہ پارٹیاں اور ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ"روزنامہ "سچ" 14جون2010
9۔ایضاً "پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی بھی بن سکتی تھی" روزنامہ "سچ"23جون2010